# عصمت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مسیحی علماء کے اعتراضات (تحقیقی وتنقیدی جائزہ)

*ڈاکٹر منیر احمد

**محمد طیب

***پروفیسر ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر

Human being has been created to worship the creator of universe, Allah Almighty. For this great purpose, divine guidance was started from the very beginning day of mankind. Divine guidance has been revealed on the Holy Prophet (ﷺ) of Allah. It has been remained the specialty of the Prophets that they were declared role models for their followers by Allah. All of them have a unique status over all the human generation from every aspect. One of the characteristics of the Holy Prophets is sinlessness (معصویت) undoubtedly. The divine revelation was winded up on the last Prophet MUHAMMAD (ﷺ) and declared the last role model (اُسوۂ حسنہ) for the generation to come. In spite of transparent declaration about the innocence status of the prophets, some people put objections especially on the last Prophet of Allah putting the real spirit of Islamic teachings aside and create misunderstandings. The need is to evaluate such kind of objections. The following article presents an analysis about the topic.

انبیاءؑ اور ہادی عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ پر اعتراض وتنقید کرتے ہوئے پادری ومسیحی مفکرین نے جس بات کی بہت زیادہ تشہیر کی وہ ذنوب کے حوالے سے ہے۔ اس موضوع پر باقاعدہ کتابیں لکھی گئیں اور اکثر مصنّفین نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق لکھتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مذنب قرار دینے کی بزعم خود بھرپور کوششیں کیں۔ اس حوالے سے جو کتب باقاعدہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عصمت وطہارت کے مخالف تحریر ہوئیں ان میں سے درج ذیل ہمارے سامنے ہیں:

* اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ کامرس کالج، فیصل آباد

** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علومِ اسلامیہ، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

***ڈائریکٹر سیرت چیئر، جامعہ اسلامیہ، بہاول پور

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

۱- عدم معصومیت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) از جیمس منرو

۲- رسالہ ذنوب محمد یہ از پادری جی ایل ٹھاکر داس

۳- سیرت مسیح والمحمد از پادری جی ایل ٹھاکر داس

ان کے علاوہ عام مصنّفین نے بھی اپنی تنقیدی بحث میں ذنوب کا ذکر بکثرت کیا ہے۔ چنانچہ پادری عمادالدین، پادری فانڈر اور خواجہ نے اس موضوع کو بالخصوص بیان کیا ہے۔

مستشرقین اور پادری نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق حسنہ کے متعلق تجزیہ وتبصرہ کرتے ہوئے بعض اعتراضات کرتے ہیں۔ ان کی بحث عموماً افراط وتفریط پر مبنی ہوتی ہے۔ قرآن حکیم کی آیات سے لفظی معنی اختیار کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گنہگار قرار دیا جاتا ہے۔ پادری جیمس منرو سورۃ مومن آیت ۵۴، سورۃ محمد آیت ۱۹، سورۃ النساء آیت ۱۰۵، ۱۰۶، سورۃ النصر، سورۃ احزاب آیت ۳۷، سورۃ الفتح آیت ۱-۲، کو لکھنے کے بعد یہ نتیجہ بیان کرتا ہے:

> یہ مذکورہ چھ آیتیں قرآن میں موجود ہیں جن میں بڑی صفائی سے ذکر ہوا کہ محمد صاحب گنہگار تھے اور ان کو خدا کی طرف سے فہمائش ہوئی کہ اپنے خاص گناہوں کی معافی مانگیں۔(۱)

عموماً معترضین کے استدلال کا انحصار انہی آیات کی تاویل پر منتج ہوتا ہے۔ ٹھاکر داس لکھتا ہے کہ مسیحؑ بذاتہ گناہ سے پاک تھے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بذاتہ گنہگار تھے۔(۲) اور عملاً گنہگار تھے۔ اس نے سورۃ نصر اور سورۃ الفتح سے اپنے موقف کی دلیل ظاہر کی ہے۔(۳)

اسی طرح ''قران السعدین'' کے مصنّف خواجہ نے بعض آیات استغفار سے عصمت رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار کرنے کی دلیل پکڑی ہے۔(۴)

پادری عماد الدین نے ''تحقیق الایمان'' میں اسی موقف کو بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ گنہگار تھے۔(نعوذ باللہ من ذلک)

علاوہ ازیں مسیحی مفکرین نے تمام انبیاءؑ کو بھی غیر معصوم قرار دیا ہے۔ سوائے عیسیٰؑ کے۔ لہٰذا آئندہ سطور میں ہم عصمت انبیاء کے متعلق اسلامی موقف کی وضاحت کریں گے اور اس کے ساتھ ساتھ ان کے دلائل کا جائزہ بھی لیں گے۔ نیز اس بات کی وضاحت اور تحقیق بھی پیش کی جائے گی کہ قرآن مجید نے گناہ کی کیا تعریف کی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو استغفار کا حکم دیا گیا ہے اس سے کیا مراد ہے؟

## قرآن حکیم اور مفہوم گناہ:

قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ نسیان یا سہو سے غلطی ہونا گناہ شمار نہ ہوگی بلکہ عمداً اور ارادۃً سے کی

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

جانے والی غلطی گناہ کے زمرے میں آئے گی۔فرمانِ الٰہی ہے:

''وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُم بِهِ وَلَٰكِن مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ''(۵)

(تم سے بھول چوک میں جو ہوجائے، اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں، البتہ گناہ وہ ہے جس کا تم قصداورارادہ دل سے کرو)

مولانا احمد دین گھکھڑوی اس آیت سے گناہ کی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اس آیت نے گناہ کی تعریف وضاحت سے کردی، یعنی گناہ وہ چیز ہے کہ کسی شخص کو علم ہو کہ یہ کام خدا کی شریعت کے خلاف ہے۔پس وہ جان بوجھ کر دلی ارادے سے کرے۔''(۶)

ذنب کے معنی پر بحث کرتے ہوئے سید سلیمان ندوی رقم طراز ہیں:

''انبیاءؑ کے استغفار کے موقع پر ہمیشہ ''ذنب'' کا لفظ استعمال ہوا ہے، جرم، اثم یا حنث کا نہیں، ذنب کا لفظ بھول چوک اور غفلت سے لے کر عصیان تک کو شامل ہے۔اس لیے کسی نبی کو اگر خدا کی طرف سے استغفار ذنب کی ہدایت کی گئی تو اس کے معنی صریح عصیان و گناہ کے نہیں بلکہ یہی انسانی بھول چوک اور فروگزاشت ہے۔''(۷)

امام قرطبی کے بقول:

''انبیاء سے منسوب ذنوب اور معاصی کا تعلق خطا ونسیان کی ذیل سے ہے، یہ ایسے افعال ہیں، اگر ان کے علاوہ دوسرے لوگ کرتے تو وہ حسنات شمار ہوتے۔ان کے حق میں وہ سیئات ہیں، جس طرح کہ جنید نے فرمایا:

حسنات الأبرار سيئات المقربين یعنی ابرار کی نیکیاں مقربین کے گناہ شمار ہوسکتی ہیں۔''(۸)

امام شوکانیؒ نے بھی اسی مفہوم کو اختیار کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلیل القدر اور عظیم مقام کے اعتبار سے ترک اولیٰ کو ذنب قرار دیا گیا۔(۹)

مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ نے عصمت انبیاء پر بحث کرتے ہوئے ان کے متعلق ذنب وعصیان کو مخصوص معنی ومقصد کے لیے قرار دیا ہے۔موصوف نے اپنی کتاب ''عصمت نبوت'' کے مقدمہ میں جامع بحث کرتے ہوئے اطلاق ومراد ذنب کی احسن توضیح پیش کی ہے۔(۱۰) بحث کے آخر میں وہ خلاصہ درج ذیل الفاظ میں پیش کرتے ہیں:

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

''خلاصہ اس ساری بحث کا یہ ہے کہ گناہ عمداً خلاف شرع کرنے کو کہتے ہیں اور خطا اجتہادی اور سہو ونسیان اور ترک اولیٰ اور تقدیم و تاخیر گناہ نہیں کیوں کہ سہو ونسیان اور خطا اجتہادی میں تو مخالفت کا قصد نہیں ہوتا اور ترکِ اولیٰ اور تقدیم و تاخیر میں مخالفت شرع نہیں پائی جاتی۔''(۱۱)

## عصمتِ انبیاء:

عصمت انبیاء کے متعلق فقہاء کی آراء میں کچھ اختلاف ہے۔ بعض فقہاء صغائر کا انبیاء سے صدور تسلیم کرتے ہیں۔ جب کہ اکثر صغائر و کبائر سے انبیاء کو معصوم قرار دیتے ہیں۔

جمہور کا قول انبیاء کی عصمت پر دلالت کرتا ہے۔ ان کے نزدیک انبیاءؑ صغائر و کبائر دونوں سے پاک ہیں۔ چنانچہ امام قرطبی لکھتے ہیں:

''وقال جمهور من الفقهاء من أصحاب مالك وأبی حنيفة والشافعی انهم معصومون من الصغائر كلها كعصمتهم من الكبائر أجمعها ، لأنا أمرنا باتباعهم فی أفعالهم وآثارهم وسيرهم أمراً مطلقا من غير إلتزام قرينة ، فلو جوزنا عليهم الصغائر لم يمكن الاقتداء بهم''(۱۲)

(جمہور فقہاء کرام مالکی، حنفی اور شافعی اس بات کے قائل ہیں کہ انبیاء تمام صغیرہ گناہوں سے پاک ہیں جیسا کہ وہ کبیرہ سے پاک ہیں کیوں کہ ہمیں ان کے افعال، آثار اور سیر کی بغیر قرینہ کے مطلق اتباع کا حکم ہے۔ اگر ہم انبیاء سے صغائر کے سرزد ہونے کو جائز مان لیں تو پھر ان کی مکمل اقتداء ممکن نہ ہوگی۔)

امام قرطبی کے اس استدلال سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انبیاءؑ تمام عیوب و ذنوب سے مبرا ہیں۔

صغائر کی نسبت انبیاء سے کرنے کے متعلق بحث کرتے ہوئے امام قرطبی نے لکھا ہے کہ اکثر علما اس کے عدم جواز کے قائل ہیں۔ جیسا کہ امام ابواسحاق الاسفرائینی فرماتے ہیں:

''واختلفوا فی الصغائر ، والّذی عليه الأكثر أن ذلك غير جائز عليهم''(۱۳)

(علماء کرام کا صغائر کے متعلق اختلاف ہے۔ البتہ اکثر انبیاء سے ان کے عدم صدور کے قائل ہیں۔)

انبیاءؑ کے متعلق جن آیات میں نسیان و خطا کا تذکرہ ہے۔ ان سے انھیں مذنب کہنا صحیح نہیں، کیوں کہ

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

وہ ایسے اُمور ہیں جن میں اُن کا اللہ تعالیٰ کی صریحاً نافرمانی کا عزم شامل نہیں تھا۔ وہ تو صرف ایک طبعی و بشری کیفیت ہے۔ اس کیفیت وصورت حال کا تذکرہ کرتے ہوئے حافظ صلاح الدین یوسف درج ذیل آیت کریمہ کے تحت لکھتے ہیں:

''وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَى آدَمَ مِن قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْماً''(۱۴)

(ہم نے آدم کو پہلے ہی تاکیدی حکم دے دیا تھا اور ہم نے اس میں کوئی عزم نہیں پایا۔)

''نسیان (بھول جانا) ہر انسان کی سرشت میں داخل ہے اور ارادے کی کمزوری یعنی فقدانِ عزم، یہ بھی انسانی طبائع میں بالعموم پائی جاتی ہے اور یہ دونوں کمزوریاں ہی شیطانی وسوسوں میں پھنس جانے کا باعث بنتی ہیں۔ اگر ان کمزوریوں میں اللہ کے حکم سے بغاوت وسرکشی کا جذبہ اور اللہ کی نافرمانی کا عزم مصمم شامل نہ ہو تو بھول اور ضعف ارادہ سے ہونے والی غلطی عصمت وکمال نبوت کے منافی نہیں کیوں کہ اس کے بعد فوراً نادم ہو کر اللہ کی بارگاہ میں جھک جاتا ہے اور توبہ واستغفار میں مصروف ہو جاتا ہے۔''(۱۵)

## قبل از نبوت عصمت:

انبیاء کو قبل از نبوت بھی معصوم تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس کے ثبوت میں حافظ ابن حزم نے درج ذیل دلائل پیش کیے ہیں:

قبل از نبوت انبیاء کے لیے دو صورتیں ممکن ہیں:

۱۔ نبی کسی سابق شریعت کا پابند اور تابع ہوگا جیسا کہ حضرت عیسیٰؑ

۲۔ یا وہ کسی ایسی قوم میں نشو ونما پائے جس کی شریعت نابود ہو چکی ہو جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ان دونوں صورتوں میں انبیاء کی عصمت ظاہر ہے۔ اگر نبی کسی سابق شریعت کا پابند ہے تو وہ کبھی معصیت کا ارتکاب نہیں کرتا اور اگر وہ کسی جاہلی دور میں پیدا ہوا ہے تو وہ کسی شریعت کا پابند نہیں۔ لہٰذا وہ کسی فعل کے کرنے یا نہ کرنے میں معصیت کا مرتکب نہ ہوگا۔(۱۶)

خدا کی رسالت اور گمراہی اور ضلالت چونکہ دو متضاد چیزیں ہیں لہٰذا ان کا ایک وجود میں ہونا محال ہے۔ ضلالت ہی گناہ ہے تو رسالت کے ساتھ اس کے نہ جمع ہونے کی صورت میں رسول کا گناہ کرنا محال ہوا۔ اور اس (رسول) کا معصوم ہونا بالضرور ثابت ہوا۔(۱۷)

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

## قرآن مجید اور عصمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

قرآن حکیم میں ایسے بے شمار دلائل ہیں جن سے یہ بات محکم طور پر ثابت ہوتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر قسم کے گناہوں اور نقائص سے پاک تھے۔ آپ کی سیرت طیبہ میں نقص نکالنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ علماء کرام نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت واتباع کے قرآنی احکام سے عصمت اور اخلاق فضائل ومحاسن کی اکملیت کا اثبات کیا ہے۔(۱۸)

اختصار کے طور پر بعض آیات قرآنی سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معصومیت کو بیان کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

" وَالنَّجْمِ إِذَا هَوٰى ○ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ○ وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى ○ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحٰى "(۱۹)

(قسم ہے ستارے کی جب وہ جھکے کہ تمہارے ساتھی نہ راہ گم کی ہے نہ وہ ٹیڑھی راہ پر ہے اور نہ اپنی نفسانی خواہش سے کوئی بات کہتے ہیں، وہ تو صرف وحی ہے جو اُتاری جاتی ہے۔)

ان آیات سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آ گئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے قول وعمل اور سیرت وکردار میں الٰہی ہدایات کے مکمل تابع ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی بھی گمراہ نہ تھے اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت میں کوئی ٹیڑھا پن تھا۔ حافظ ابن کثیر کے بقول:

"جس بات پر قسم کھائی ہے، اُس کا بیان ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیکی اور رُشد وہدایت والے اور تابع حق ہیں۔ وہ بے عملی کے ساتھ کسی غلط راہ لگے ہوئے یا باوجود علم کے ٹیڑھا راستہ اختیار کیے ہوئے نہیں ہیں۔ گمراہی والے نصرانیوں اور جان بوجھ کر خلافِ حق کرنے والے یہود کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم کامل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل مطابق علم، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا راستہ سیدھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عظیم الشان شریعت کے شارع، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعتدال والی راہِ حق پر قائم، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی قول، کوئی فرمان اپنے نفس کی خواہش اور ذاتی غرض سے نہیں ہوتا بلکہ جس چیز کی تبلیغ کا حکم الٰہی ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے ہی زبان سے نکالتے ہیں جو وہاں سے کہا جائے وہ آپ کی زبان سے ادا ہوتا ہے۔ کمی بیشی زیادتی یا نقصان سے آپ کا کلام پاک ہوتا ہے۔"(۲۰)

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کو واجب الاتباع اُسوۂ حسنہ

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

بھی قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

”لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْراً“(۲۱)

(یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ میں عمدہ نمونہ موجود ہے ہر اُس شخص کے لیے جو اللہ تعالیٰ کی اور قیامت کے دن کی توقع رکھتا ہے اور بکثرت اللہ تعالیٰ کی یاد کرتا ہے۔)

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام انسانوں کے لیے نجات اور کامیابی کا بہترین نمونہ سیرت نبوی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال وافعال واجب الاتباع ہیں نہ کہ قابل تنقید۔ حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں:

”هٰذه الآية الكريمة أصل كبير في التأسي برسول الله ﷺ في أقواله وافعاله وأحواله ولهٰذا أمر تبارك وتعالىٰ النّاس بالتأسي بالنبي ﷺ يوم الأحزاب في صبره ومصابرته ومرابطته ومجاهداته وانتظاره الفرج من ربه عزوجلّ ، صلوات اللّٰه وسلامه عليه دائما إلى يوم الدين“(۲۲)

(یہ آیت کریمہ بہت بڑی دلیل ہے اس امر پر کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کل اقوال، افعال، اقتداء اور اتباع کے لائق ہیں۔ غزوۂ احزاب میں بھی جو صبر وتحمل، تیاری، شوقِ جہاد اور سختی کے وقت اپنے رب سے آسانی کی اُمید رکھی اس میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت تک کے لیے واجب الاتباع ہیں۔)

اللہ تعالیٰ نے نبیؐ کی ذاتِ پاک کو ہر قسم کی خیانت اور عیب سے پاک قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

”وَإِنَّكَ لَعَلىٰ خُلُقٍ عَظِيْمٍ“(۲۳)

(بے شک آپ اخلاق کے اعلیٰ مرتبہ پر ہیں)

مولانا عبدالماجد دریا بادی اس آیت کی تفسیر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاقی مقام ومرتبہ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”اور وہ بھی اس مرتبہ پر کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت ونظیر اور نمونہ کا کام دے گی۔ زندگی کے ہر ہر شعبہ میں اور وہ بھی کسی ایک زمانہ کے لیے نہیں، ہر ملک، ہر قوم، ہر زمانہ کے لیے ایسی عدیم النظیر سیرت والے کی جانب جنون کی نسبت دینا خود اپنے پاگل پن کا ڈھنڈورا پیٹنا ہے۔“(۲۴)

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

## نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیانت سے مبرا ہیں:

اللہ تعالیٰ نے انبیاءؑ کو غلول اور خیانت سے مبرا قرار دیا ہے۔ یہ بھی عصمت انبیاء اور بالخصوص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عصمت پر کھلی دلیل ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَن يَغُلَّ وَمَن يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ تُوَفَّى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ"(۲۵)

(ناممکن ہے کہ نبی سے خیانت ہو جائے، یہ خیانت کرنے والا خیانت کو لیے ہوئے قیامت کے دن حاضر ہوگا، پھر ہر شخص کو اپنے اپنے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ظلم نہ کیے جائیں گے۔)

ابوحیان الاندلسی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

" أنه لا يمكن ذلك منه ، لأن الغلول معصية والنبى ﷺ معصوم من المعاصى فلا يمكن أن يقع فى شىء منها"(۲۶)

(یہ ناممکن ہے کہ نبی خیانت کرے کیوں کہ خیانت نافرمانی ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معاصی سے معصوم ہیں۔ اس لیے یہ بالکل ناممکن ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ بھی اس کو اختیار کریں۔)

## ہدایت پر استقامت اور ثابت قدمی:

لوگوں کو دین کی طرف لگانے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت زیادہ حرص تھی۔ اس آرزو میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعض کفار کے مطالبات پر ہمدردانہ غور اس لیے کرتے تھے تاکہ وہ اسلام قبول کرلیں اور عذاب جہنم سے بچ جائیں۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس اجتہادی فکر سے کسی گناہ کا تعلق ہوسکتا ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کے عمل میں آنے سے پہلے ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روک دیتے۔ اس طرح عصمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اعزاز وانعام بلاریب قائم رہتا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"وَلَوْلَا أَن ثَبَّتْنَاكَ لَقَدْ كِدتَّ تَرْكَنُ إِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيلًا "(۲۷)

(اگر ہم آپ کو ثابت قدم نہ رکھتے تو بہت ممکن تھا کہ ان کی طرف قدرے قلیل مائل ہو ہی جائے۔)

آیت کریمہ کی تفسیر میں حافظ صلاح الدین یوسف لکھتے ہیں:

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

''اس میں اس عصمت کا بیان ہے جو اللہ کی طرف سے انبیاءؑ کو حاصل ہوتی ہے۔''(۲۸)

انبیاءؑ کو اللہ تعالیٰ صدور گناہ سے قبل ہی روک دیتا ہے۔ اس طرح ان کی عصمت پر حرف گیری نہیں ہوسکتی۔ مولانا احمد دین گھکھڑوی اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''جب نبی اپنے اجتہاد سے ایک کام اچھا سمجھتا ہو جب اس کے کرنے کا ارادہ کرتا ہے حالانکہ وہ خدا کے علم میں چھوٹا سا گناہ ہوتا ہے تو وہ (اللہ تعالیٰ) اس کے کرنے سے پہلے اس (رسول) کو روک دیتا ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ کفار کی مرضی کے مطابق کچھ کام کر لینا چاہئے تا کہ وہ راضی ہو کر ایمان میں داخل ہو جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجتہاداً اس کو جائز سمجھا کیوں کہ وہ صریح گناہ نہ تھا تو آپ اس سے دور ہو جاتے۔ ہر چند وہ کام کفار کی رغبت ایمانی کو مدنظر رکھ کر کرنے کا خیال ہی پیدا ہو تو خدا نے اس کا ارادہ کرنے سے پہلے اطلاع دے دی اور روک دیا کیوں کہ اس کے علم میں گناہ تھا۔''(۲۹)

## حفظ تلبیس:

گناہ شیطان کی اطاعت سے ہوتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شیطان سے محفوظ تھے، شیطان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اثر انداز نہیں ہوسکتا تھا۔ چنانچہ علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

**'' وهو صلى اللّٰه عليه وسلم بالاجماع معصوم من الشيطان لا سيما فى مثل هذا من أمور الوحى والتبليغ والاعتقاد''**(۳۰)

(نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق اجماع ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شیطان کے شر سے محفوظ تھے بالخصوص اُمورِ وحی، تبلیغ اور اعتقاد کے حوالے سے۔)

## خطاب نبی ﷺ سے اور مراد اُمت:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ بعض احکام میں مخاطب نبی ﷺ کو فرماتا ہے جب کہ مراد آپ ﷺ کی اُمت کو وعظ ونصیحت ہوتی ہے۔ بالخصوص جب کہ کفر وشرک سے نہی وارد ہوتی ہے کیوں کہ نبی تو معصوم ہوتا ہے جیسا کہ درج ذیل آیت کریمہ میں ہے:

''فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهاً آخَرَ فَتَكُونَ مِنَ الْمُعَذَّبِينَ ''(۳۱)

(پس تو اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہ پکار کہ تو بھی سزا کے قابل بن جائے۔)

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

اس آیت کی تفسیر میں امام خازن رقم طراز ہیں:

" **الخطاب للنبی ﷺ والمراد به غیره به لأنه معصوم من ذلك**"(۳۲)

(خطاب تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے مگر مراد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ دوسرے لوگ ہیں کیوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو معصوم ہیں۔)

امام شوکانیؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عصمت کی وجہ سے کفار کی طرف میلان سے مکمل محفوظ رہے۔'' (۳۳)

درج ذیل آیت میں بھی اُمت کو حکم دینے کے لیے خطاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوا ہے۔

چنانچہ ﴿**استغفر لذنبك**﴾ (۳۴) کی تفسیر میں مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں کہ:

''یہ حکم عام مسلمانوں کو بعینہٖ مفرد مخاطب ہے یعنی ہر ایک مسلمان کو یوں حکم ہے کہ تم اپنے لیے اور دیگر مؤمنین کے لیے بخشش مانگا کرو۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خطاب بعینہٖ ایسا ہے جیسا سردارِ قوم کے ذریعے قوم کو حکم دیا جاتا ہے۔ جیسا بائیبل میں اے اسرائیل! سن (استثناء ۶/۳) اسی کی مثل قرآن مجید کے دوسرے مقامات پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لے کر قوم کو حکم ہے۔'' (۳۵)

## استغفار اور ذنوب کے متعلق آیات:

جن آیات سے عموماً معترضین نبی کریم ﷺ کے ذنوب کا دعویٰ کرتے ہیں ان میں سے عموماً درج ذیل آیات پیش کی جاتی ہیں:

۱۔ ''فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنبِكَ '' (۳۶)

(پس اے نبی! تو صبر کر، اللہ کا وعدہ بلا شک وشبہ سچا ہی ہے یا تو اپنے گناہ کی معافی مانگتا رہ)

۲۔ ''فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ'' (۳۷)

(سو (اے نبی) آپ یقین کر لیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگا کریں اور مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کے حق میں بھی)

ان آیات میں نبی کریم ﷺ کو استغفار کا حکم کس لیے ہے اور اس کا کیا معنی ہے۔؟

اسی طرح سورۃ الفتح میں:

''لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ'' (۳۸)

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

(تا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اگلے پچھلے گناہ معاف فرما دے۔)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عصمت کا انکار کرتے ہوئے پادری عموماً انہی آیات کی تاویل کرتے ہیں۔ ان آیات کا مفہوم ومدلول سمجھنے کے لیے قرآنی احکام کے سیاق وسباق کو دیکھنا ضروری ہے۔ پچھلے صفحات میں ہم عصمت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ٹھوس دلائل سے بیان کر چکے ہیں۔ اب قرآن مجید کے ان احکام استغفار کی تفہیم وتعیین کی جاتی ہے۔

## قرآن مجید میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو استغفار کا حکم:

قرآن حکیم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ایمان والوں کو استغفار کا حکم ہے۔ اس مفہوم کی کئی آیات ہیں۔ ان آیات کو بیان کر کے یہ نتیجہ نکالنا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گنہگار تھے، بالکل غلط ہے۔ توبہ واستغفار کرنے سے گناہوں کا لزوم نہیں ہوتا۔ یہ تو ایک عبادتِ الٰہی کے آداب وطریقوں میں سے ایک طریقہ ہے۔ ان آیات کی تفسیر وتشریح کو محققین کے افکار کی روشنی میں دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک تعبدی حکم ہے اور عبد ومعبود کے تعلق کو روحانیت کے اعتبار سے ظاہر کرنے کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے۔ بندہ استغفار کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتا ہے۔

امام شوکانیؒ نے استغفار کرنے کی مقصدیت ظاہر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

''استغفار کا ایک مطلب یہ بھی ہوتا ہے کہ برے اعمال وافعال کے کرنے سے بچنے کی توفیق مانگی جائے۔''(۳۹)

مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ بھی اس حکمت استغفار کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''استغفار کے معنی ہیں ''مغفرت طلب کرنا''، اور مغفرت کا مطلب ہے کسی فعل قبیح پر پردہ ڈال دینا۔ اس پردہ کی دوصورتیں ہوسکتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس فعل قبیح سے بچا جائے۔ اس لیے جو شخص معصوم ہو گیا یقیناً اس کی قبیح خواہشات پر پردہ پڑ گیا۔

دوسری صورت یہ ہے کہ اس فعل قبیح کے موجود ہونے کے بعد اس پر پردہ ڈالا جائے۔ لہٰذا پہلی دو آیتوں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں مغفرت پہلی صورت کے مطابق ہے اور دوسری آیت میں مؤمنین کے بارے میں دوسری قسم کی مغفرت مراد ہے۔''(۴۰)

گویا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے استغفار کا مطلب گناہوں سے بچنے کی دعا ہے۔

لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ، کی تفسیر:

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں امام سبکی نے ذنوب سے صغائر ولغزشیں مراد لینے کی بھی نفی کی ہے۔ وہ کہتے ہیں:

''ایسی لغزشوں کا بھی ثبوت کچھ نہیں اور بالمقابل اس کے عصمت انبیاءؑ کا مسئلہ مسلمہ ہے۔ انبیاء سے نہ صدور کبائر ہوتا ہے اور نہ صدور صغائر۔''

محدث عبدالحق دہلویؒ نے بھی اس مفہوم کو پسند کیا ہے اُن کے بقول:

''یہ آیت کسی لغزش یا گناہ کے وقوع کی اطلاع نہیں دیتی بلکہ از راہ تشریف وتکریم یہ فرمایا گیا ہے کہ اگر کسی لغزش کا امکان بھی تصور کر لیا جائے تو وہ بھی بخش دی گئی ہے۔''(۴۱)

انبیاءؑ کو استغفار کا حکم ایک مخصوص مقام ومرتبہ کے اعتبار سے ہوتا ہے اور ان کے لیے لفظ ''ذنب'' کا استعمال بھی مخصوص ومحدود مفہوم رکھتا ہے۔ اس کی صراحت علماء کرام نے ناقابل تردید دلائل ونصوص سے بیان کی ہے۔ چنانچہ امام شوکانی فرماتے ہیں کہ:

''سورۃ فتح کی آیت میں ذنوب سے مراد ترکِ اولیٰ ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عظیم مقام ومرتبہ کے اعتبار سے ذنب قرار دیا جو کہ دوسروں کے حق میں ذنب نہیں قرار پاتا۔''(۴۲)

انبیاء کے لیے لفظ ذنوب کا عوامی مطلب لینا صحیح نہیں۔ یہ انبیاء اور اللہ تعالیٰ کے مابین مخصوص تعلق اور رابطے کا بیان ہے۔ بقول سید سلیمان ندویؒ:

''انبیاءؑ کے توبہ واستغفار کرنے کی دو بنیادی وجوہ ہیں:

۱- سب سے پہلی یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ انبیاء f کا پایہ بندوں میں بلکہ تمام مخلوقات میں خواہ کسی قدر بلند ہو اور اُن کا دامن گناہ وعصیان کے گرد وغبار سے کتنا ہی پاک ہو تاہم اس ذوالجلال والاکرام کے سامنے ان کی حیثیت ایک عبد، ایک بندہ اور ایک عاجز مخلوق کی ہے۔ ایک عبد وغلام خواہ کس قدر اطاعت کیش، کتنا ہی وفا شعار اور مطیع وفرماں بردار ہوتا ہم اپنے آقا کے سامنے اس کو اپنے قصور کا معترف، اپنی تقصیر کا مقر، اپنی کوتاہیوں پر خجل اور اپنی فروگذاشتوں پر نادم ہی ہونا چاہئے۔''(۴۳)

موصوف سورۃ نصر، سورۃ فتح اور بعض دوسری آیات میں استغفار کے حکم کی علت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

''اس استغفار سے مقصود نعوذ باللہ پیغمبر کی گنہگاری کا ثبوت نہیں بلکہ اس کی عبدیت کاملہ کا اظہار ہے۔(۴۴)

غلط فہمی کا دوسرا سبب بیان کرتے ہوئے سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں:

''۲- انبیاء کی معصومیت کے مسئلہ میں غلط فہمی کا دوسرا سبب یہ ہے کہ انبیاء کی قبل از نبوت اور بعد از نبوت زندگیوں میں قوت اور فعل کا جو فرق ہے، اس کو ملحوظ نہیں رکھا جاتا۔ علم اور جہل ضلالت اور ہدایت، اضافی الفاظ میں سے ہیں، علم کی ہر حد کو علم کے مافوق درجہ کے لحاظ سے جہل اور ہدایت کے بلند رتبہ کو اس سے بھی اوپر کے مرتبہ کے لحاظ سے ضلالت کہہ سکتے ہیں۔''(۴۵)

موصوف کی مراد یہ ہے کہ انبیاء کے لیے اگر بظاہر گناہ کے مترادف کوئی لفظ بولا گیا ہے، اس کو ان کے ہی خصوصی مقام ومرتبہ کے تناظر میں دیکھا جائے نہ عوام الناس کی جہالت اور گناہوں کے مترادف سمجھا جائے۔

## بائیبل اور گناہ کا انبیاء سے انتساب:

اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی وانکساری کے لیے اپنے آپ کو گنہگار کہنا بائیبل سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ قرار دینا کہ واقعتاً نبی نے گناہ کیا ہوتا ہے، کسی طرح بھی کتب الہامی کے ساتھ مطابق نہیں رکھتا۔ یسعیاہ نبی کا ارشاد ملاحظہ کیجئے:

''دیکھ! تو غضب ناک ہوا، کیوں کہ ہم نے گناہ کیا اور مدت تک اسی میں رہے، کیا ہم نجات پائیں گے؟ اور ہم تو سب کے سب ایسے ہیں جیسے ناپاک چیز اور ہماری تمام راست بازی ناپاک لباس کی مانند ہے اور ہم سب پتے کی طرح کملا جاتے ہیں اور ہماری بدکرداری آندھی کی مانند ہم کو اُڑا لے جاتی ہے۔''(۴۶)

ان جملوں سے صاف نظر آ رہا ہے کہ نبی عاجزی وانکساری کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ رہے ہیں اور اپنی پاکی کو بھی پلیدی کے طور پر عرض کر رہے ہیں۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ نعوذ باللہ یسعیاہ d بہت زیادہ پلید تھے، کسی طرح بھی صحیح نہیں ہے۔ اس طرح کا نتیجہ اخذ کرنا خود اپنی خباثت کا اظہار ہوگا کیوں کہ روحانی وایمانی تقاضے پیٹ سے سمجھ نہیں آتے بلکہ ان کے لیے طہارت قلب وفکر کی ضرورت ہوتی ہے۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

## حضرت عیسیٰؑ اور تصورِ گنہگار و نیک:

انبیاء وصلحاء اگرچہ نیکی و پرہیزگاری میں اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت اعلیٰ مقام پر فائز ہوتے ہیں۔ مگر ان کا عظمت ومقام الٰہی کے اعتراف میں اپنے آپ کے گنہگار ہونے کا اظہار واقرار ایک لطیف معنی رکھتا ہے۔ اس کا مقصد اپنے نفس کو تکبر اور خوش فہمی سے بچانا ہوتا ہے۔ اور لوگوں کے لیے موجب تعلیم بھی ہوتا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ سے اس انداز اقرار واظہار عاجزی کا نمونہ حسب ذیل ہے:

> ''پھر کسی سردار نے اس سے سوال کیا کہ اے نیک استاد! میں کیا کروں تا کہ ہمیشہ کی زندگی کا وارث بنوں؟ یسوع نے اس سے کہا تو مجھے نیک کیوں کہتا ہے؟ کوئی نیک نہیں مگر ایک یعنی خدا۔'' (۴۷)

صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کا نیک کہلانے سے انکار بہت عاجزی وانکساری ہے ورنہ ان کی نیکی اور اُن کے نیک ہونے میں کیا شبہ ہے۔ چنانچہ سید سلیمان ندوی حضرت عیسیٰؑ کے اس ارشاد کی حکمت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

> ''عبدیت کاملہ کا یہی راز و نیاز ہے جو حضرت مسیحؑ کے اس فقرہ میں نمایاں ہے حضرت مسیحؑ کے اس فقرہ کا یہ قیاس کرنا کہ وہ نیک نہ تھے، کس قدر غلط ہوگا۔'' (۴۸)

زبور میں تمام انسانوں کے لیے گناہ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جو کہ دینی تعلیم وتبلیغ کی ایک پرحکمت صورت ہوتی ہے۔ زبور میں یہ بیان یوں ہے:

> ''خدا نے آسمان پر سے بنی آدم پر نگاہ کی تا کہ دیکھے کوئی دانش مند ہے، کوئی خدا کا طالب ہے یا نہیں، وہ سب کے سب پھر گئے ہیں، وہ باہم نجس ہوگئے۔ کوئی نیکوکار نہیں ایک بھی نہیں۔'' (۴۹)

زبور کا مذکورہ بیان بھی ایک روحانی کیفیت کے اعتبار سے ہے کہ نیک لوگ اور زیادہ بارگاہِ الٰہی میں عاجزی کریں اور گناہ سے ڈر جائیں۔

## انجیل اور استغفار:

قرآن مجید کی تعلیم کا یہ سبق کہ انسان اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے آپ کو گنہگار کہے اور توبہ واستغفار کے کلمات ادا کرکے عاجزانہ رویہ اپنائے۔ اس اُصول کی عکاسی انجیل میں بھی موجود ہے۔ سیدنا عیسیٰؑ اپنے

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

حواریوں، اُمتیوں کو دعا کے آداب بتاتے ہوئے گناہوں کی معافی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے بچنے کی تلقین کی۔ دعا کے الفاظ میں گناہوں کا اقرار اس طرح سے مذکور ہے:

> ’’پس تم اس طرح دعا کیا کرو کہ اے ہمارے تو جو آسمان پر ہے، تیرا نام پاک مانا جائے، تیری بادشاہی آئے، تیری مرضی جیسی آسمان پر پوری ہوتی ہے زمین پر بھی ہو، ہماری روز کی روٹی آج ہمیں دے اور جس طرح ہم نے اپنے قرض داروں (گنہگاروں) کو معاف کیا ہے تو بھی ہمارا قرض (گناہ) ہمیں معاف کر۔‘‘(۵۰)

سید سلیمان ندویؒ لکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کا دعا میں مذکورہ اقرار اُن کی گنہگاری کی دلیل نہیں بلکہ عبدیت کاملہ کے اظہار کا ثبوت ہے۔(۵۱)

## حوالہ جات وحواشی


(۱)　جیمس منرو: عدم معصومیت محمد، (پنجاب ریلیجیس بک سوسائٹی، لاہور، ۱۹۰۲ء)ص ۲۴

(۲)　جی ایل ٹھاکرداس، پادری: سیرت مسیح والمحمد، (پنجاب ریلیجیس بک سوسائٹی، لاہور)، ص ۶

(۳)　ایضاً

(۴)　خواجہ: قران السعدین، (آغا شہباز خان، سیالکوٹ، ۱۹۲۶ء)، ص ۲۲

(۵)　الاحزاب (۳۳):۵

(۶)　احمد دین گکھڑوی، مولانا: سیرت سید العالمین، (سکول بک ڈپو، گوجرانوالہ)، ص ۱۴

(۷)　شبلی نعمانی، علامہ وسید سلیمان ندوی: سیرۃ النبی، (الفیصل ناشران، لاہور)، ۴/ ۶۶-۶۷

(۸)　قرطبی، امام: احکام القرآن، (مکتبہ ندارد)، ۱/ ۲۱۲

(۹)　شوکانی، محمد بن علی، امام: فتح القدیر، (مؤسسۃ الریان، ۲۰۰۴ء)، ۵/ ۵۹

(۱۰)　محمد ابراہیم میر سیالکوٹی، مولانا: عصمت نبوت، (مکتبہ ثنائیہ، سرگودھا) ص ۱۳

(۱۱)　ایضاً　　(۱۲)　قرطبی، امام: احکام القرآن، ۱/ ۲۱۱

(۱۳)　ایضاً، ۱/ ۲۱۲　　(۱۴)　طٰہٰ (۲۰):۱۱۵

(۱۵)　صلاح الدین یوسف، مولانا: تفسیر احسن البیان (مکتبہ دارالسلام، لاہور)، ص ۴۱۹

(۱۶)　ابن حزم اندلسی، امام: عصمت انبیاء، (تنظیم الدعوۃ الی القرآن والسنہ، راولپنڈی)، ص ۹۵

(۱۷)　احمد دین گکھڑوی، مولانا: سیرت سید العالمین، ص ۱۶

(۱۸)　دیکھئے: شبلی نعمانی، علامہ وسید سلیمان ندوی: سیرۃ النبی، ۴/ ۵۹-۶۴

(۱۹)　النجم (۵۳):۱-۴

(۲۰)　ابن کثیر، ابوالفداء، عماد الدین اسماعیل بن کثیر، حافظ، امام: تفسیر القرآن العظیم (دار الکتاب


An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

العربی، بیروت)، ۲۰۰۵ء، ۴/ ۱۸-۱۹

(۲۱) الاحزاب (۳۳):۲۱

(۲۲) ابن کثیر: تفسیر القرآن العظیم، ۵/ ۱۵۷ (۲۳) القلم (۶۸):۴

(۲۴) دریابادی، عبدالماجد، مولانا: ترجمہ تفسیر القرآن (تاج کمپنی، لاہور)، ص ۱۱۳۰

(۲۵) آل عمران (۳):۱۶۱

(۲۶) ابوحیان، محمد بن یوسف بن علی بن یوسف بن حیان: تفسیر بحر المحیط، (المکتبہ الشاملۃ) ۳/ ۴۴۴

(۲۷) بنی اسرائیل (۱۷):۷۴

(۲۸) صلاح الدین یوسف، مولانا: تفسیر احسن البیان، (دارالسلام، لاہور)، ص ۳۷۸

(۲۹) احمد دین گکھڑوی، مولانا: سیرت سید العالمین، ص ۱۷

(۳۰) آلوسی، شہاب الدین محمود بن عبداللہ الحسینی، علامہ: روح المعانی، ۱۳/ ۱۰۰

(۳۱) الشعراء (۲۶):۲۱۳

(۳۲) الخازن، ابوالحسن علی بن محمد: لباب التاویل فی معانی التنزیل، (المکتبۃ الشاملہ) ۵/ ۵۸

(۳۳) شوکانی، محمد بن علی، امام: فتح القدیر، ۳/ ۳۲۵ (۳۴) محمد (۴۷):۱۹

(۳۵) ثناء اللہ امرت سری، مولانا: جوابات نصاریٰ (فاروقی کتب خانہ، ملتان)، ص ۹

(۳۶) المؤمن (۴۰):۵۵ (۳۷) محمد (۴۷):۱۹

(۳۸) الفتح (۴۸):۲ (۳۹) شوکانی، محمد بن علی، امام: فتح القدیر، ۵/ ۴۷

(۴۰) رحمت اللہ کیرانوی، مولانا: اظہار الحق، مترجم: مولانا اکبر علی، (دارالعلوم، کراچی)، ۳/ ۵۸۲

(۴۱) قاضی سلیمان منصور پوری: رحمۃ للعالمین، (مکتبہ اسلامیہ، فیصل آباد)، ۳/ ۳۷-۳۸

(۴۲) شوکانی، محمد بن علی، امام: فتح القدیر، ۵/ ۵۹

(۴۳) شبلی نعمانی، علامہ وسید سلیمان ندوی: سیرۃ النبی، ۴/ ۶۴

(۴۴) ایضاً، ۴/ ۶۵ (۴۵) ایضاً، ۴/ ۶۷

(۴۶) یسعیاہ (۶۴):۵-۷ (۴۷) لوقا (۱۸):۲۰

(۴۸) شبلی نعمانی، علامہ وسید سلیمان ندوی: سیرۃ النبی، ۴/ ۶۶

(۴۹) زبور (۵۳):۲-۳ (۵۰) متی (۶):۹-۱۳

(۵۱) شبلی نعمانی، علامہ وسید سلیمان ندوی: سیرۃ النبی، ۴/ ۶۶

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.